خدمت خلق

مولانا محمد راشد شفیع
کراچی

اللہ تعالیٰ کے محبوب بندوں کی پہچان

انسانیت کی اصل خوبصورتی صرف اپنے لیے جینے میں نہیں، بلکہ دوسروں کے کام آنے میں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی، خیر خواہی اور تعاون کا حکم دیا ہے، جو شخص اللہ کی مخلوق کی تکلیف کو اپنی تکلیف سمجھتا ہے اور لوگوں کی آسانی کے لیے کوشش کرتا ہے، وہ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا مستحق بنتا ہے۔ ہمارے اکابر فرماتے ہیں کہ کسی ضرورت مند کا ہمارے پاس کسی کام کے لیے آنا بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک موقع اور نعمت ہے، اس کی قدر کرنی چاہیے، کیونکہ بسا اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی مدد کے لیے اپنے دوسرے بندوں کو ذریعہ بناتے ہیں۔ خدمتِ خلق صرف مال خرچ کرنے کا نام نہیں، بلکہ اچھا اخلاق، نرم گفتگو، رہنمائی اور کسی کی پریشانی دور کرنا بھی عظیم نیکی ہے۔ ایسے لوگ معاشرے میں محبت، اُخوت اور سکون پیدا کرتے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ جو دل مخلوق کے لیے نرم ہو، وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ہوتا ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ نے قرآن کریم میں جا بجا خدمتِ خلق، ایثار اور ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی و خیر خواہی کے بارے میں مختلف آیات میں ترغیب ارشاد فرمائی ہے، چناں چہ ارشاد باری ہے:

۱۔ ''اور نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو۔'' (المائدہ:۲)

۲۔ ''اور وہ اپنی جانوں پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں، اگرچہ خود محتاج ہوں۔'' (الحشر:۹)

۳۔ ''اور جو شخص کسی ایک جان کو زندگی بخشتا ہے، گویا اس نے تمام انسانوں کو زندگی بخش دی۔'' (المائدہ:۳۲)

۴۔ ''اور جو کچھ تم بھلائی کا کام کرتے ہو، بے شک اللہ اسے خوب جاننے والا ہے۔'' (البقرہ:۲۱۵)

ان آیاتِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام نے انسانیت کی بھلائی اور مخلوقِ خدا کی خدمت کو بڑی اہمیت دی ہے۔ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا اہلِ ایمان کی شان ہے۔ دوسروں کی ضرورت کو اپنی ضرورت پر مقدم رکھنا اعلیٰ اخلاق اور ایمان کی علامت ہے۔ کسی انسان کی پریشانی دور کرنا اور اس کی مدد کرنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک پسندیدہ عمل ہے۔ بندہ جو بھی بھلائی کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس سے باخبر رہتے ہیں اور اس کا اجر عطا فرماتے ہیں۔ خدمتِ خلق کے ذریعے معاشرے میں محبت، اخوت اور ہمدردی پیدا ہوتی ہے، اس لیے ہر مسلمان کو چاہیے کہ وہ اپنی استطاعت کے مطابق اللہ کی مخلوق کے کام آئے اور اس عظیم نیکی کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے۔

رسول اللہ ﷺ نے خدمتِ خلق کے ایسے اعلیٰ نمونے قائم فرمائے کہ انسانی تاریخ ان کی مثال پیش کرنے سے عاجز ہے، اعلانِ نبوت کے بعد آپ ﷺ کی پوری زندگی اللہ کی مخلوق کی خیر خواہی، ہمدردی اور مدد سے بھرپور نظر آتی ہے، بلکہ نبوت سے پہلے بھی آپ ﷺ لوگوں کے دکھ درد میں شریک رہتے اور ان کی ضروریات کا خیال رکھتے تھے، معاشرے کے یتیموں، کمزوروں، بیواؤں، محتاجوں اور ظلم کا شکار افراد کی مدد کرنا آپ ﷺ کے مبارک اوصاف میں شامل تھا، حقیقت یہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی تعلیمات کا ایک اہم مقصد انسانیت کی بھلائی اور مخلوقِ خدا کی خدمت ہے۔

صحیح مسلم کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''قیامت کے دن اللہ تعالیٰ انسان سے کہے گا: اے ابن آدم! میں بیمار پڑا رہا، لیکن تو نے میری عیادت نہیں کی۔ انسان کہے گا: تو سارے جہاں کا پروردگار ہے تو کب بیمار تھا اور میں تیری عیادت کیسے کرتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے معلوم نہیں تھا کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہے، لیکن اس کے باوجود تو اس کی مزاج پرسی کے لیے نہیں گیا؟ اگر تو اس کے پاس جاتا تو مجھے وہاں پاتا۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے کھانا مانگا، لیکن تو نے کھانا نہیں دیا۔ انسان عرض کرے گا: اے رب العالمین! تو کب بھوکا تھا اور میں تجھے کیسے کھانا کھلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: کیا تجھے یاد نہیں کہ میرے فلاں بندے نے تجھ سے کھانا طلب کیا تھا، لیکن تو نے اسے کھانا نہیں کھلایا؟ اگر تو نے اس کا سوال پورا کیا ہوتا تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرمائے گا: اے ابن آدم! میں نے تجھ سے پانی مانگا، لیکن تو نے مجھے پانی نہیں پلایا۔ انسان عرض کرے گا: اے دونوں جہاں کے پروردگار! تو کب پیاسا تھا اور میں تجھے کیسے پانی پلاتا؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا: فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا، لیکن تو نے

اس کی پیاس بجھانے سے انکار کر دیا تھا، اگر تو نے اس کی پیاس بجھائی ہوتی تو آج اس کا ثواب یہاں پاتا۔'' (صحيح مسلم، كتاب البر والصلة، باب فضل عيادة المريض)

حضور نبی اکرم ﷺ نے خدمتِ خلق کو روحانی و اخلاقی بنیاد فراہم کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''لوگوں میں بہتر وہ ہے جو انسانوں کو نفع پہنچاتا ہے۔''

(كنزالعمال، كتاب المواعظ والرقائق، باب خطب النبي ومواعظه، ج: ١٦، ص: ٥٤)

دوسرے مقام پر فرمایا:

''قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے، کوئی بندہ اس وقت تک کامل ایمان والا نہیں ہوسکتا جب تک اپنے بھائی کے لیے وہ (بھلائی) نہ چاہے جو اپنے لیے چاہتا ہے۔''

(سنن الترمذي، كتاب السير، باب في التحريق والتخريب)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''رحم کرنے والوں پر رحمٰن بھی رحم کرتا ہے، زمین والوں پر رحم کرو، تم پر آسمان والا رحم کرے گا۔'' (مسند أحمد بن حنبل)

خدمتِ خلق کا سب سے زیادہ فائدہ خدمت کرنے والے کو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ غیب سے اس کی مدد فرماتا ہے، اس کے اپنے کام بھی ہوجاتے ہیں اور آخرت کا اجر اس کے علاوہ ہے۔ ارشادِ نبوی ﷺ ہے:

''اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی مدد اس وقت تک کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد میں لگا رہتا ہے۔'' (سنن الترمذي، كتاب البر، باب ماجاء في الستر على المسلم)

ایک اور موقع پر اس کی مزید وضاحت کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ وہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ اس سے کنارا کرتا ہے۔ جو آدمی اپنے بھائی کا کوئی مسئلہ حل کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی بھی حاجت پوری کرتا رہتا ہے اور جس نے اپنے بھائی کے دکھ میں حصہ لیا، اللہ قیامت کے دن اس کی مشکل میں سے ایک مشکل کو دور کردے گا اور جس نے دنیا میں اپنے بھائی کی پردہ پوشی کی، اللہ قیامت میں اس کی پردہ پوشی کرے گا۔'' (صحيح مسلم، كتاب البر، باب تحريم ظلم المسلم)

ان احادیثِ مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ خدمتِ خلق اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی پوری زندگی انسانیت کی خیر خواہی، ہمدردی اور مدد کا عظیم نمونہ پیش فرمایا۔ اسلام نے بیماروں کی عیادت، بھوکوں کو کھانا کھلانے، پیاسوں کو پانی پلانے اور ضرورت مندوں کی حاجت پوری کرنے

کو بڑی فضیلت عطا کی ہے۔ مخلوقِ خدا کی خدمت دراصل اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہترین انسان وہ ہے جو دوسروں کو نفع پہنچائے۔ دوسروں کے لیے بھلائی چاہنا، رحم وشفقت کرنا اور تکلیف دور کرنا کامل ایمان کی علامت ہے۔ جو بندہ اللہ کے بندوں کی مدد میں لگا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں۔ خدمتِ خلق نہ صرف دنیا میں محبت اور سکون کا ذریعہ ہے، بلکہ آخرت میں عظیم اجر کا سبب بھی ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین بھی خدمتِ خلق کے جذبہ سے ہر وقت سرشار رہتے تھے، یہ نبی اکرم ﷺ کی صحبت اور تربیت اور آپ علیہ السلام کے ارشادات پر کامل عمل کا نتیجہ تھا، چناں چہ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ رات کو گشت لگاتے ہوئے مدینہ سے تین میل کے فاصلہ پر مقام صرار پہنچ گئے، وہاں دیکھا کہ ایک عورت کچھ پکا رہی ہے اور اس کے پاس دو تین بچے رو رہے ہیں۔ قریب جا کر حقیقت دریافت کی تو اس عورت نے کہا کہ کئی وقتوں سے بچوں کو کھانا نہیں ملا ہے، ان کو بہلانے کے لیے خالی ہانڈی میں پانی ڈال کر چڑھا دی ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اسی وقت اُٹھے، مدینہ آ کر بیت المال سے آٹا، گوشت، گھی اور کھجوریں لیں اور اپنے غلام اسلم سے کہا کہ میری پیٹھ پر رکھ دو۔ اسلم نے کہا کہ میں لے کر چلتا ہوں۔ فرمایا: ہاں، لیکن تم قیامت کے دن میرا بار نہیں اُٹھاؤ گے۔ (شبلی نعمانی، الفاروق، نئی دہلی، ۲۰۱۴ء، ص ۳۰۲)

خلیفۂ سوم حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ بڑے تاجر تھے اور اپنے مال کا بڑا حصہ غریبوں، یتیموں اور بیواؤں پر خرچ کر دیتے تھے۔ یہی اسوہ خلیفۂ چہارم حضرت علیؓ کا بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

''مسکینوں کے لیے جعفر بن ابی طالب بہترین انسان تھے۔ وہ ہمارے پاس آتے تھے اور ان کے گھر میں جو کچھ ہوتا تھا وہ ہم لوگوں کو کھلاتے تھے۔''

(صحيح البخاري، كتاب الأطعمة، باب الحلوا والعسل)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحیح بخاری میں صراحت سے بیان کیا گیا ہے کہ وہ اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے تھے جب تک کوئی مسکین ان کے کھانے میں شریک نہ ہو جائے۔ (بخاری)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا ایک واقعہ معروف تابعی ابومحذورہ نے اس طرح بیان کیا ہے:

''ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس میں بیٹھا تھا کہ صفوان بن امیہ کھانے کی ایک دیگ کے ساتھ آئے جسے کچھ لوگ اٹھائے ہوئے تھے، ان لوگوں نے وہ دیگ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے رکھ دی۔ انھوں نے پاس پڑوس کے غرباء ومساکین اور لوگوں کے غلاموں

کو بلالیا اوران کے ساتھ مل کر کھانا تناول فرمایا۔''

(الأدب المفرد، باب هل يجلس خادمه معه إذا أكل)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ:

''معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ اپنی قوم کے افضل ترین نوجوانوں میں سے تھے۔ جب بھی کوئی سائل ان سے کچھ مانگتا تو اس کو خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ خدمت خلق کے لیے انھوں نے اتنے قرضے لیے کہ ان کا سارا مال ختم ہوگیا۔ بالآخر انھوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ قرض داروں سے تھوڑی تخفیف کرادیں، لیکن قرض دار اس کے لیے تیار نہیں ہوئے، چنانچہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا بچا ہوا مال بیچ کر ان میں تقسیم کردیا اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کے پاس کچھ بھی نہیں بچا۔'' (صفة الصفوة، ج:٢، ص: ١٩٧)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ جب کوئی مصیبت زدہ ان کے پاس اپنی فریاد لے کر آتا تو وہ ہر طرح سے اس کی مدد فرماتے۔ خدمت خلق کے اتنے حریص تھے کہ اعتکاف سے نکل کر لوگوں کی مدد کے لیے کھڑے ہوجاتے۔ ایک مرتبہ وہ مسجد نبویؐ میں اعتکاف کررہے تھے کہ ایک شخص وہاں آیا اور سلام کرکے بیٹھ گیا۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اسے غم زدہ دیکھا تو فرمایا: اے شخص میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں؟ اس نے کہا کہ ہاں اے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچازاد بھائی! فلاں آدمی کا میرے اوپر قرض ہے اور اسے ادا کرنے کی کوئی سبیل نہیں ہے۔ یہ سن کر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اپنے اعتکاف سے نکل آئے اور اس محتاج کے ساتھ چل پڑے اور فرمانے لگے کہ میں نے اس قبر کے مکین (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

''جو شخص اپنے بھائی کی ضرورت میں چل پڑا اور اس کی ضرورت پوری کی تو اس کے لیے دس سال کے اعتکاف سے بہتر ہے۔'' (طبراني، بيهقي، المستدرك للحاكم)

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی خدمت خلق کے جذبے سے سرشار فرمائے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس سلسلہ میں جو تعلیمات ہیں، ان پر عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

..... ❁ ..... ❁ ..... ❁ .....